دینی امور پر اجرت

قسط نمبر(۱)　　از قلم: محمد رفیق طاہر

منکرین حدیث کی طرف سے اہل الحدیث پر جو اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں، ان میں سے ایک بڑا اعتراض یہ بھی ہے: "دینی امور پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔" ان کا یہ زعم باطل ہے کہ دینی تعلیم ہو، امامت ہو، خطابت ہو، درس و تدریس ہو، پڑھنا پڑھانا ہو یا دینی امور میں سے کوئی بھی معاملہ ہو، اس پر اجرت لینا جائز اور درست نہیں ہے۔ اگر اجرت لے لی جائے گی تو اس کا اجر اور ثواب ختم ہو جائے گا۔ اس کے بارے میں وہ کچھ دلائل بھی رکھتے ہیں، ہم ان شاء اللہ ان کا محاکمہ آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ لیکن مختصراً اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا جو موقف تھا، پہلے اس کو سمجھ لیں۔

ایک صحابی نے ایک شخص کو دم کیا، چالیس بکریاں اس کو اجرت کے طور پر دی گئیں۔ اسکے بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ایک اصول، قاعدہ اور قانون بیان فرمایا: ''إن أحق ما أخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ۔''

(صحیح بخاری: ۵۷۳۷)

وہ تمام تر پیشے، تمام تر کام، تمام تر امور، جن پر اجرت لی جاتی ہے، ان سب میں سے کتاب اللہ یہ حق زیادہ رکھتی ہے کہ اس پر اجرت لی جائے۔

اب ذرا ان اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں جو منکرین حدیث کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض: اجرت لینا اخلاص کے منافی ہے

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: "وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ"

انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دین کو خالص کر کے اللہ کی عبادت کریں۔ [البینة : ٥]

عبادت میں اخلاص ہونا چاہیے اور دینی امور جتنے بھی ہیں چاہے وہ خلافت ہے، نظامت وامارت ہے، مسلمانوں کے اندر قضاء وفیصلے کا کام ہے، چاہے وہ دین اسلام کی تعلیم ہے، قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیم ہے یا امامت ہے، خطابت ہے، درس وتدریس، جو بھی اسلام سے متعلقہ کام ہیں، یہ سارے کے سارے عبادت کے زمرہ میں آتے ہیں، تو ان میں اخلاص شرط ہے۔ اگر ان پر اجرت لے لی جائے تو اخلاص ختم ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی درس وتدریس، امامت وخطابت، قضاء ونظامت وغیرہ جو اسلام کے شعبے اس کو دیئے جائیں، کام پر اس کو مامور کیا جائے، اگر وہ اس کی اجرت لے لے تو اس کا اجر ختم ہو جائے گا۔

محاکمہ

اولا: یہ اعتراض بالکل باطل اور فضول سا ہے۔ کیونکہ اخلاص اور نیت کی تعریف یہ ہے:

''الإرادة المتوجهة نحو الفعل لابتغاء مرضات الله وامتثال حكمه''

یعنی کسی فعل کی طرف اپنے ارادے کو بندہ متوجہ کرے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری کے لیے۔

تو پھر اگر اس کے اندر کوئی غرض جو شرعاً جائز ہو، وہ شامل ہو جائے تو اخلاص ختم نہیں ہوتا۔ اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حج کرنے میں اخلاص شرط لگائی ہے۔ فرمایا:

" وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً [آل عمران: ٩٧] "

اللہ تعالیٰ کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے، جو راستے کی طاقت اور استطاعت رکھتے ہیں۔

اخلاص کو اللہ تعالیٰ نے سب سے مقدم ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ "

اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

یعنی اگر کوئی آدمی پاکستان سے حج کرنے کے لیے جاتا ہے اور وہ ساتھ حج کے دوران، حج کے ایام میں تجارت بھی کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم پر کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دینی امور پر اجرت لے لی جائے تو اس سے اخلاص ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت، وہ بھی موجود ہو، اور اگر اس کے ساتھ ساتھ اجرت بھی لے لی جائے، اخلاص پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔

ثانیا: جو لوگ اجرت لینے کے قائل نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی خود ہی ہدیہ دے تو جائز ہے۔ امام صاحب امامت کروائیں، خطبہ دیں، درس قرآن وحدیث دیں، مسلمانوں کے قاضی اور جج بنیں، لیکن وظیفہ ان کے لیے مقرر نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اگر لوگ اس کو کوئی ہدیہ اور تحفہ اپنی خوشی سے دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

یعنی ہدیے اور تحفے کو وہ لوگ جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ اس کو ہدیہ یا تحفہ کہہ دینے سے اس کی حیثیت نہیں بدلتی۔ کیونکہ ابن لتبیہ کو رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کا مال اکھٹا کرنے کے لیے عامل بنا کر بھیجا، آکر کہنے لگے کہ یہ آپ کی زکاۃ ہے جو لوگوں نے دی ہے اپنے مالوں کی، اور یہ چند ایک تحفے تحائف ہیں جو لوگوں نے مجھے دیئے

ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تحائف وصول نہیں کرنے دیئے۔ فرمایا: ہاں! یہ اپنی ماں کے گھر بیٹھا رہتا، پھر میں دیکھتا کہ کون اس کو تحفے دیتا۔

(صحیح البخاری: ۲۵۹۷)

رشوت کو تحفہ کہہ دینے سے اس کی حیثیت تبدیل نہیں ہوتی۔ اگر اجرت لینا ناجائز ہو تو پھر ہدیہ لینا بھی ناجائز ہی ہو گا۔ کیونکہ ہدیہ لوگ اس کو کیوں دیں گے؟ یقیناً دینی امر کی وجہ سے ہی دیا جائے گا!۔ لیکن ان بیچاروں کے ہاں دینی امر کی وجہ سے اجرت ناجائز اور ہدیہ جائز!!! فرق صرف اتنا ہے کہ اجرت کا نام ہدیہ رکھ دیا ہے۔

ع جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

ثالثاً: اجر کے دو معنی ہوتے ہیں: ① اجرت و مزدوری ② اجر و ثواب

اجر و ثواب تو لوگوں سے لیا جا ہی نہیں سکتا۔ وہ تو صرف اللہ رب العالمین ہی دے سکتے ہیں۔ اور جو اجرت ہے وہ لوگوں سے لی جا سکتی ہے اور لوگ دے بھی سکتے ہیں۔ اس مسئلہ کو بھی مثال سے سمجھیں کہ تجارت کو خالصتاً دنیاوی کام سمجھا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''البیعان بالخیار مالم یتفرقا، فإن صدقا وبینا بورك لهما في بیعهما''

(صحیح البخاری: ۲۰۷۹)

بیع و شراء کرنے والے دونوں کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جدا نہیں ہو جاتے تو اگر یہ دونوں سچ بولیں اور بات واضح کر دیں تو انکے لیے انکی تجارت میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ تاجر کو اسکی تجارت میں سچائی کی وجہ سے خیر و برکت حاصل ہوتی ہے، یعنی اجرت بھی ملتی ہے اور اجر بھی۔ تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی اجرت لیتا ہے تو وہ اجر سے محروم نہیں ہوتا۔ اجر علیحدہ چیز ہے اور اجرت علیحدہ چیز ہے۔ (جاری ہے.....)